فتوی نمبر: 14

ارشاد باری تعالیٰ ﴿ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ﴾ آیات متشابہات میں سے ہے

www.seerat.net

سوال: 14 اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا کہ:

﴿ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ﴾[1]

پھر وہ قائم ہوا عرش پر۔

سوال یہ ہے کہ ﴿ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ﴾ کے متعلق حنفی فقہاء کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: ﴿ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ﴾ کے بارے میں آپ نے حنفی فقہاء کا عقیدہ دریافت فرمایا ہے تو عرض یہ ہے کہ آپ کا یہ سوال ہی درست نہیں ہے۔ حنفی فقہاء کے عقیدے کا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ اپنے عقیدے میں مالکی، شافعی یا حنبلی فقہاء سے الگ کوئی عقیدہ رکھتے ہیں۔ پوری اُمت مسلمہ اپنے عقیدے کے اعتبار سے مؤمن اور مسلمان ہے۔ فقہ اکبر (عقیدہ) پر ان میں کوئی تقسیم نہیں ہے، فقہی تقسیم تو "فقہ اصغر" یعنی اعمال میں ہے۔ چاروں آئمہ اور دیگر آئمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کے درمیان اختلافات اُصول فقہ اور فقہی فروعات پر ہیں نہ کہ عقیدے پر۔ عقائد پوری اُمت مسلمہ کے ایک ہی ہیں۔ اختلاف عقیدہ زیادہ سے زیادہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُمت میں دو گروہ پہلا

---

(1) پ: 19، سورۃ الفرقان، آیت: 59

فتوی نمبر: 14

ماتریدیہ دوسرا اشاعرہ پائے جاتے ہیں اور ان میں بھی اختلاف عقیدہ ہے تو یہ جان لینا چاہیے کہ ایک تو عقیدے کے بارے میں وہ اُصولی طور پر متحد و متفق ہیں۔ ہاں بعض فروعات عقیدہ پر ان کا اختلاف ہے لیکن وہ فروعات کا اختلاف شرک وکفر تو کیا بدعات کے درجے تک بھی نہیں پہنچا ہوا۔ اور پھر یہ اختلافات بھی نزاع لفظی ہیں، جس سے بحث نے طول پکڑا ہے وگرنہ کچھ بھی نہیں۔ ابن کمال پاشا رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر کتاب "مسائل الاختلاف بين الأشاعرة والماتريدية"[1] لکھی ہے، چاہیے کہ اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے۔

سوال یوں ہونا چاہیے تھا کہ ﴿ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰ عَلَى ٱلۡعَرۡشِ﴾ کے بارے میں اُمت کا عقیدہ کیا ہے؟

عرض یہ ہے کہ پوری اُمت مسلمہ کا اس آیت کریمہ "استواء علی العرش" کے بارے میں عقیدہ وہ ہے جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کسی بدعتی کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ جب اس نے یہ سوال کیا تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکا لیا (پھر جواب کی اور سوال کی نوعیت سے) وہ پسینے میں شرابور ہو گئے پھر انہوں نے سر اُٹھایا اور ارشاد

(1) یہ کتاب "سعید عبد اللطیف فودہ" کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۰۰۹ء میں "دار الفتح" سے چھپ چکی ہے اور ہمارے ہاں لائبریری میں موجود ہے۔

فتوی نمبر: 14

فرمایا: "الرحمن علی العرش استوی" ایسے ہی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرما دیا۔ یہ سوال نہیں پوچھا جائے گا کہ کیسے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کیفیت کی بالکل نفی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تم بدعتی ہو۔ پھر وہ آدمی وہاں سے نکال دیا گیا۔[1]

یہی عقیدہ پوری اُمت مسلمہ کا ہے اور ایسے عقائد کے بارے میں آئمہ علم کلام اور فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے درمیان کبھی بھی کوئی فرق نہیں ہوا کرتا، فرق تو "فقہ اصغر" میں ہوا کرتا ہے۔

حضرت امام بیہقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سوال پر جواب تحریر فرمایا ہے اور اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم کے حوالے سے یہ بات کہی ہے کہ:

فأما الاستواء فالمتقدمون من أصحابنا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ كانوا لايفسرونه ولا يتكلمون فيه كنحو مذهبهم في أمثال ذلك.[2]

جہاں تک استواء کی بات ہے تو ہمارے اسلاف رحمۃ اللہ علیہم اس آیت کی تفسیر بھی

---

(1) فأطرق مالك فأخذته الرحضاء ثم رفع رأسه فقال الرحمن على العرش استوى كما وصف به نفسه ولا يقال كيف وكيف عنه مرفوع وما أراك إلا صاحب بدعة أخرجوه.(فتح الباري، كتاب التوحيد، باب: وكان عرشه على الماء وهو رب العرش العظيم، رقم الحديث: 4718، ج: 13، ص: 407)

(2) كتاب الأسماء والصفات، باب: ما جاء في قول الله عزوجل: (الرحمن على العرش استوى)، ص: 303-304

www.seerat.net

فتوی نمبر: 14

نہیں کرتے تھے اور اس عقیدے پر گفتگو بھی نہیں کرتے تھے ایسی (آیات متشابہات) کے بارے میں ان کا مسلک یہی تھا۔

اب مالکیہ اور شافعیہ کے بعد علامہ ابن ہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفیٰ ۸۶۱ھ نے عقائد پر اپنی کتاب "المسايرة في العقائد المنجية في الآخرة" میں اور ان کے شارح ابن ابی شریف رحمۃ اللہ علیہ المتوفیٰ ۹۰۵ھ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے، حنفیہ کا یہ عقیدہ بھی پڑھ لیجئے:

وأما الأجوبة التفصيلية فقد أجيب عن آية الاستواء بأنا نؤمن بإنه تعالى استوى على العرش (مع الحكم بإنه ليس كاستواء الأجسام على الأجسام من التمكن والمماسة والمحاذاة) لها لقيام البراهين القطعية على استحالة ذلك في حقه تعالى (بل) نؤمن بأن الاستواء ثابت له تعالى (بمعنى يليق به هو سبحانه أعلم به) كما جرى عليه السلف رضوان الله تعالى عليهم في المتشابه من التنـــزيه عما لايليق بجلال الله تعالى مع تفويض علم معناه إليه سبحانه.[1]

جہاں تک تفصیلی جوابات کا تعلق ہے تو میں آیت استواء کے متعلق یہ جواب دیتا ہوں کہ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر قائم ہے لیکن

(1) المسامرة مع شرحه المسايرة مع حواشيه، الركن الأول: في ذات الله تعالى، الفصل الثامن، ص: 45

فتوی نمبر: 14

اس عقیدے کے ساتھ کہ اس ذات باری تعالیٰ کا عرش پر قائم ہونا ایسے نہیں ہے جیسے کہ اجسام قائم ہوتے ہیں۔ وہ کسی مقام پر ٹھہرے ہوتے ہیں، کسی چیز کو چھو رہے ہوتے ہیں اور کسی نہ کسی سمت میں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے (اجسام کی خصوصیات کا نہ ہونا) یقینی دلائل کی بنیاد پر طے شدہ بات ہے کہ یہ اس کے لیے محال ہے۔ بلکہ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے "استواء" ثابت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اس استواء کی حقیقت کو بھی وہ خود ہی جانتا ہے اور یہ ایسا استواء ہے جو اُس کے شایان شان ہے اور یہی عقیدہ سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا متشابہ آیات کے بارے میں رہا ہے۔ ہر وہ بات جو اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں ہے، اس سے اس ذات پاک کی پاکیزگی بیان کی جائے گی اور ان (آیات متشابہات) کا علم اور ان کے معانی اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیئے جائیں گے (کہ وہی ان آیات کے معانی اور ان کی حقیقت کو جانتا ہے)۔

اب آپ کے سامنے احناف کا مسلک بھی آگیا تو احناف سمیت پوری اُمت کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ "الرحمن علی العرش استوی" آیات متشابہات میں سے ہے۔ ہم عرش پر اللہ تعالیٰ کے استواء (قائم ہونا) کو ایسے مانتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ارشاد فرمایا ہے اور وہ ایسے ہی قائم ہے جیسے کہ اس کی ذات

فتوی نمبر: 14

عالی کے شایان شان ہے۔ اس استواء (قائم ہونا) میں وہ اپنی مخلوقات کے قیام کی مشابہت سے قطعاً پاک ہے۔ ہم اس استواء کی کیفیت کی بھی نفی کرتے ہیں کیونکہ کیفیت اجسام کی خصوصیات میں سے ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم اور اس کے لوازمات یعنی مکان اور جہت وغیرہ سے پاک ہے۔ استواء علی العرش کی حقیقت کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، ہم نہیں جانتے۔ اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہم کا عقیدہ یہی تھا اور ہم اسی پر قائم ہیں۔

www.seerat.net
www.seerat.net
www.seerat.net